قائدین قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن، لیاقت بلوچ، مولانا عطاء المومن بخاری، مولانا سمیع الحق اور تمام گرفتار شدگان کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور ملک کے معروف سکالر اور جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو خطابت کے منصب سے برطرف کرنے کی ناروا کارروائی کو منسوخ کر کے انہیں ان کے عہدے پر فوری طور پر بحال کیا جائے۔ ایک اور متفقہ قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ فوری طور پر وطن عزیز سے غیر ملکی فوجوں کو نکالے اور قومی امور میں واضح طور پر کی جانے والی بیرونی مداخلت کو ختم کرے۔ (روزنامہ اوصاف ۷ دسمبر ۲۰۰۱ء)

حدود آرڈی نینس، لاہور ہائی کورٹ اور اسلامی نظریاتی کونسل

لاہور ہائی کورٹ نے اجتماعی بداخلاقی کے مجرموں کو موت سے کم سزا نہ دینے سے متعلق قانون کے بارے میں شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کو حدود آرڈیننس کی دفعہ ۱۰ (۴) میں ترمیم کا جائزہ لینے کی ہدایت کر دی ہے۔ اس ضمن میں مسٹر جسٹس خواجہ محمد شریف اور مسٹر جسٹس ایم نعیم اللہ شیروانی نے قرار دیا ہے کہ جب قتل جیسے سنگین مقدمات میں مجرم کو عمر قید کی سزا دی جا سکتی ہے تو اجتماعی بداخلاقی کے مجرموں کے کم از کم عمر قید کی سزا مقرر کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ فاضل جج نے قرار دیا کہ ہمیں بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اجتماعی بداخلاقی کے ایسے مقدمات جن کے مجرم عمر قید کے مستحق ہوتے ہیں، ہم ان کے لیے کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ قانون انہیں موت سے کم سزا دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے کی نقل وفاقی سیکرٹری قانون کو بھجواتے ہوئے ہدایت کی ہے کہ معاملہ حکومت کے ذمہ داروں کے نوٹس میں لایا جائے تاکہ ترمیم کے ذریعے اجتماعی بداخلاقی کے مجرموں کے لیے موت کے ساتھ عمر قید کی سزا بھی مقرر کی جا سکے۔ فاضل بنچ نے کہا کہ زیر نظر کیس میں ہم اپیل کنندگان کی سزائے موت کو عمر قید میں بدلنا بھی چاہیں تو ایسا نہیں کر سکتے۔ زیر نظر کیس میں بداخلاقی کا نشانہ بننے والی کنیز بی بی اور اس کے والدین نے مجرموں کو معاف کر دیا ہے لیکن یہ جرم ناقابل راضی نامہ ہونے کی وجہ سے مجرموں کو نہیں چھوڑا جا سکتا تاہم عدالت ان کے لیے اتنا ضرور کر سکتی تھی کہ ان کی موت کی سزا کو عمر قید میں بدل دیتی لیکن قانون نے عدالت کے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ پنڈی بھٹیاں کے ارشاد اور اشرف منظور کو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے کنیز بی بی سے اجتماعی بداخلاقی کے جرم میں موت کی سزا سنائی تھی جس کے خلاف مجرموں نے اپیل دائر کی تھی۔ دوران سماعت اپیل کنندگان کے وکیل نے نکتہ اٹھایا کہ ایک مجرم ارشاد کی عمر وقوعہ کے وقت اٹھارہ سال سے کم تھی اور مروجہ قانون کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر نابالغ ملزم کو موت کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ فاضل بنچ نے یہ اعتراض مسترد کر دیا اور قرار دیا کہ ۱۸ سال سے کم عمر کے مجرم کو سزائے موت نہ دینے کا اصول حدود کے مقدمات پر لاگو نہیں ہوتا۔ ایسا کم عمر مجرم جو بداخلاقی کی صلاحیت رکھتا ہوا سے بالغ تصور کیا جائے گا اور اسے پوری سزا ملے گی۔ فاضل بنچ نے اپیل مسترد کر دی تاہم اپنی آبزرویشنز کے ساتھ فیصلہ کی نقل وزارت قانون کو بھجوا دی ہے۔ (روزنامہ پاکستان، ۸ دسمبر ۲۰۰۱ء)

اسلامی نظریاتی کونسل نے قرار دیا ہے کہ شرعی لحاظ سے کسی بھی اتھارٹی کو حدود اللہ معاف کرنے یا ان میں تخفیف کرنے اور ان کو کسی دوسری سزا میں تبدیل کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح قصاص معاف کرنے کا اختیار بھی کسی اتھارٹی کو حاصل نہیں ہے البتہ اولیا یا ان میں سے کوئی قصاص معاف کر سکتا ہے جبکہ تعزیری سزاؤں میں صدر، گورنر، وفاقی یا صوبائی حکومتیں ایسی سزائیں معاف کرنے یا ان میں کوئی تبدیلی و تخفیف کرنے کا اختیار رکھتی ہیں۔ کونسل نے یہ ریمارکس اپنے حالیہ اجلاس میں ایک شہری کی جانب سے ''عدالتوں کی جانب سے دی جانے والی سزائیں۔ معاف کرنے کے اختیار پر شرعی نقطہ نظر'' کے زیر عنوان بھیجے جانے والے خط پر تفصیل بحث کے دوران دیے۔ کونسل نے کہا کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۴۵ کے تحت صدر پاکستان کو کسی بھی عدالت، ٹربیونل یا دیگر ہیئت مجاز کی دی ہوئی سزا کو معاف کرنے، ملتوی کرنے، تخفیف کرنے، معطل کرنے یا تبدیل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۰۱، ۴۰۲ کے تحت صوبائی حکومتوں کو بھی سزا معاف کرنے، مہلت دینے یا اسے تبدیل کرنے کا اختیار حاصل ہے البتہ دفعہ ۴۰۱ کی ذیلی شق ۲ میں صوبائی حکومتوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ سزا کی معطلی یا تخفیف کے لیے درخواست موصول ہونے کے بعد اس جج سے رائے طلب کرے گی جس نے سزا سنائی ہو۔ اسی طرح پرونان رول ۱۹۷۸ء میں سزا کی تخفیف کے جو قواعد بیان کیے گئے ہیں، ان کی رو سے کسی قیدی کے اچھے چال چلن یا بعض امتحانات پاس کرنے کی بنا پر اس کی سزا میں تخفیف کی جا سکتی ہے لہٰذا عدالت کی طرف سے سنائی گئی سزا میں جو تبدیلی یا تخفیف کی جاتی ہے، وہ ملک کے قانون کے تحت ہی ہوتی ہے۔ کونسل نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۰۱، ۴۰۲ اور ۴۰۳ الف کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان دفعات میں حکومت کی جانب سے سزاؤں کے تعطل، تخفیف اور معافی کے بارے میں احکام درج ہیں مگر شریعت کے مطابق حدود کے بارے میں حکومت اس قسم کے اختیارات استعمال نہیں کر سکتی اور قصاص کی صورت میں صرف ولی مقتول ہی دیت معاف کر سکتا ہے۔ لیکن جہاں حکومت ولی ہو، وہاں صلح کرتے ہوئے دیت بھی منظور کر سکتی ہے البتہ تعزیرات کے دیگر معاملات میں حکومت کو سزا کے تعطل اور معافی کے اختیارات حاصل نہیں بشرطیکہ ان سے حقوق العباد متاثر نہ ہوتے ہوں۔ ایسی معافی ان تعزیرات یعنی جرائم موجب تعزیر میں نہیں ہوگی جو حقوق اللہ سے متعلق ہوں جیسے اجنبی عورت کا بوسہ لینا۔ کونسل نے محسوس کیا ہے کہ یہ دفعات شریعت کے ان متذکرہ اصولوں کے مطابق نہیں لہٰذا کونسل یہ سفارش کرتی ہے کہ ان دفعات میں شریعت کے احکام متذکرہ بالا کی روشنی میں مناسب ترامیم کی جائیں اور شریعت کی رو سے دفعہ ۴۰۲ ب میں بھی مناسب ترمیم کی جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس مسئلے پر مزید رائے کے لیے اسے کونسل کی قانونی کمیٹی کے حوالے کر دیا ہے جو کونسل کے آئندہ اجلاس تک ان دفعات کے حوالے سے شرعی احکام کے مطابق اپنی رپورٹ تیار کر کے پیش کرے گی۔ (روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی، ۳۰ دسمبر ۲۰۰۱ء)